باب 6

جمہوری حقوق

(DEMOCRATIC RIGHTS)

4921CH06

© NCERT not to be republished

عمومی جائزہ

سابقہ دو ابواب میں ہم جمہوری حکومت کے دو اہم اجزاء کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ چوتھے باب میں ہم نے سیکھا تھا کہ آزادانہ اور منصفانہ طریقے سے عوام جمہوری حکومت کا انتخاب وقتاً فوقتاً کس طرح کرتے ہیں۔ پانچویں باب میں ہم نے سیکھا تھا کہ جمہوریت قانون پر قائم اُصولوں اور طریق کار پر مبنی ہونی چاہئے۔ یہ اجزاء ضروری تو ہیں لیکن کسی جمہوریت کے لیے کامیاب نہیں ہوتے۔ انتخابات اور اداروں کو ایک تیسرے جزو کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے۔ یہ جزو ہے حکومت کو جمہوری بنانے کے لیے حقوق کا حصول۔ ایک مستحکم اداراتی عمل کے ذریعہ سب سے زیادہ موزوں طریقے سے منتخب حکمرانوں کو یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ چند حدود کو پار نہ کریں۔ کسی جمہوریت کے اندر یہ مقدس حد یا خط شہریوں کے جمہوری حقوق ہوتے ہیں۔

یہی وہ جزو ہے جس پر ہم اس کتاب کے آخری باب میں بحث کر رہے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کے اندر پیش آنے والے چند ایسے واقعات پر بحث کر رہے ہیں جس میں اس کا تصور کیجئے کہ بغیر حقوق کے زندگی گزارنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اس مسئلے کو نظر میں رکھتے ہوئے اس پر بحث کرنا ہے کہ حقوق کا مطلب کیا ہوتا ہے اور ہم کو ان کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ جیسا کہ سابقہ ابواب میں ہندوستان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک عام بحث کی گئی تھی۔ ہم ہندوستانی آئین کے اندر دیئے گئے بنیادی حقوق پر ایک ایک کرکے بحث کر رہے ہیں اس کے بعد ہم اس طرف آئیں گے کہ عام شہری ان حقوق کا استعمال کس طرح کر سکتے ہیں۔ ان کی حفاظت اور نفاذ کون کرے گا۔ اس کے بعد ہم اس باب پر نظر ڈالیں گے کہ حالیہ سالوں کے اندر دوسری جمہوریتوں اور ہمارے ملک کے اندر حقوق کا میدان کس درجہ وسیع ہو رہا ہے۔

6.1 حقوق کے بغیر زندگی (LIFE WITHOUT RIGHTS)

اس کتاب میں ہم نے حقوق کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اگر آپ یاد کرنے کی کوشش کریں تو آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے سابقہ پانچوں ابواب میں حقوق پر بحث کی ہے۔ کیا آپ ہر باب میں موجود صحیح حدود کو یاد کرتے ہوئے خالی جگہیں پر کر سکتے ہیں؟

پہلا باب: پنوشٹ کی حکمرانی کے تحت چلی اور جیروزلسکی

دوسرا باب: جمہوریت کی ایک مکمل تعریف میں ... شامل ہے۔

تیسرا باب: ہمارے آئین بنانے والوں کو یقین تھا کہ آئین کے لیے بنیادی حقوق مرکزی حیثیت کے حامل تھے کیونکہ ...

چوتھا باب: ہندوستان کے ہر بالغ شہری کو ... کا حق اور ... کئے جانے کا حق حاصل ہے۔

پانچواں باب: اگر کوئی قانون آئین کے خلاف ہوتو ہر شہری کو ... کا حق حاصل ہے۔

آیئے اب ہم تین ایسی مثالوں سے ابتدا کرتے ہیں کہ حقوق کے بغیر ہی زندگی گزارنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔

گوانٹانا موبے میں ایک قید خانہ

تقریباً 600 افراد امریکی افواج کے ذریعہ پوری دنیا سے خفیہ طور پر اٹھالیے گے اور انھیں گوانٹانا موبے جیل میں ڈال دیا گیا جو کیوبا کے نزدیک ایک علاقہ ہے جس پر امریکن بحریہ کا کنٹرول ہے۔ ان ہی میں انس کا باپ جمیل البناہ بھی تھا۔ امریکی حکومت نے کہا یہ امریکہ کے دشمن تھے اور نیویارک پر ہوئے 11 ستمبر 2001 کے حملے سے جڑے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر مثالیں ایسی تھیں جن میں اُن کے ملک کی حکومتوں سے نہ تو کچھ پوچھا گیا اور نہ ہی اُن کی قید وبند کے بارے میں کوئی اطلاع دی گئی۔ دوسرے قیدیوں کی طرح البناہ کی فیملی کو اخبارات سے یہ علم ہوا کہ وہ قید میں تھا۔ قیدیوں کی فیملیوں، میڈیا یہاں تک کہ یواین نمائندوں کو بھی اُن سے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ امریکی فوج نے اُن کو گرفتار کیا، اُن سے پوچھ تاچھ کی اور فیصلہ کیا کہ کیا اُن کو قید میں رکھا جائے یا نہیں۔ امریکہ میں مجسٹریٹ کے سامنے ان کے خلاف کسی مقدمے

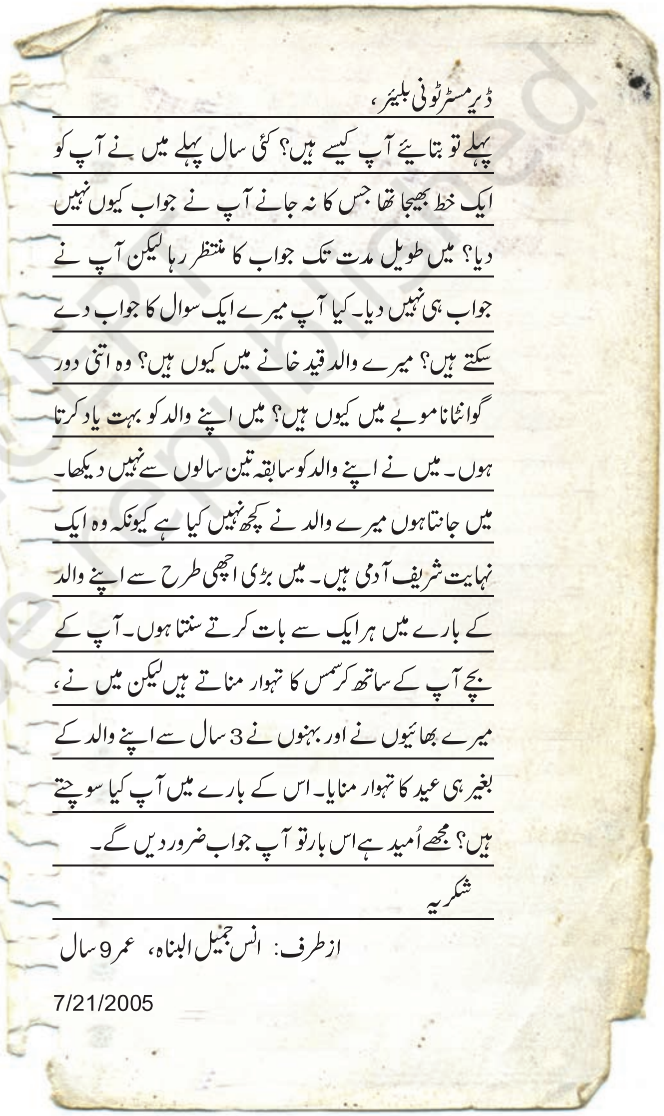

ڈیر مسٹر ٹونی بلیئر،

پہلے تو بتایئے آپ کیسے ہیں؟ کئی سال پہلے میں نے آپ کو ایک خط بھیجا تھا جس کا نہ جانے آپ نے جواب کیوں نہیں دیا؟ میں طویل مدت تک جواب کا منتظر رہا لیکن آپ نے جواب ہی نہیں دیا۔ کیا آپ میرے ایک سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟ میرے والد قید خانے میں کیوں ہیں؟ وہ اتنی دور گوانٹانا موبے میں کیوں ہیں؟ میں اپنے والد کو بہت یاد کرتا ہوں۔ میں نے اپنے والد کو سابقہ تین سالوں سے نہیں دیکھا۔ میں جانتا ہوں میرے والد نے کچھ نہیں کیا ہے کیونکہ وہ ایک نہایت شریف آدمی ہیں۔ میں بڑی اچھی طرح سے اپنے والد کے بارے میں ہر ایک سے بات کرتے سنتا ہوں۔ آپ کے بچے آپ کے ساتھ کرسمس کا تہوار مناتے ہیں لیکن میں نے، میرے بھائیوں نے اور بہنوں نے 3 سال سے اپنے والد کے بغیر ہی عید کا تہوار منایا۔ اس کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟ مجھے اُمید ہے اس بار تو آپ جواب ضرور دیں گے۔

شکریہ

ازطرف: انس جمیل البناہ، عمر 9 سال

7/21/2005

© NCERT not to be republished

کی سماعت بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ قیدی خود اپنے ملک کے اندر عدالتوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے جو انسانی حقوق کے لیے ایک بین الاقوامی تنظیم ہے، گوانٹاناموبے میں قیدیوں کی حالت کے بارے میں معلومات جمع کیں اور رپورٹ کی کہ قیدیوں کو اس طرح سے ایذائیں دی جا رہی ہیں جو امریکی قوانین کے منافی ہیں۔ اُن کے ساتھ وہ برتاؤ بھی نہیں ہو رہا تھا جو بین الاقوامی معاہدوں کے مطابق جنگی قیدیوں تک کو ملنا چاہئے۔

بہت سے قیدیوں نے بھوک ہڑتال کے ذریعہ ان حالات کے خلاف احتجاج کیا لیکن اُن کی ناک کے ذریعہ اُن کو زبردستی کھانا کھلایا گیا۔ قیدیوں کو سرکاری طور سے بے قصور قرار دینے کے بعد بھی رہا نہیں کیا گیا۔ اقوامِ متحدہ نے ان حالات کی تحقیقات کے لیے آزادانہ تفتیش کی حمایت کی۔ اقوامِ متحدہ کے سکریٹری جنرل نے کہا کہ گوانٹاناموبے جیل کو بند کر دینا چاہئے جس کو امریکی حکومت نے انکار کر دیا۔

سعودی عرب میں شہریوں کے حقوق

(Citizens' Rights in Saudi Arabia)

آپ کو گوانٹاناموبے کا واقعہ ایک استثنا دکھائی دیتا ہوگا کیونکہ اس میں ایک ایسے ملک کی حکومت شامل ہے جو دوسرے ملک کے شہریوں کو اُن کے حقوق سے محروم کر رہی ہے۔ اس لیے آیئے اب ہم حکومت کے تعلق سے سعودی عرب اور اُس کے اپنے شہریوں کے معاملے پر نظر ڈالیں۔ ان حقائق پر غور کیجیے:

- ملک پر موروثی بادشاہ کے ذریعہ حکمرانی کی جاتی ہے اور عوام کا اپنے حکمرانوں کا انتخاب کرنے یا بدلنے میں کوئی کردار نہیں۔
- اس ملک میں تنہا بادشاہ مقنّنہ اور عاملہ دونوں کا انتخاب کرتا ہے۔ وہ ججوں کی تقرری کرتا ہے اور ان کے کسی بھی فیصلے کو تبدیل کر سکتا ہے۔
- شہری کوئی بھی سیاسی پارٹیاں یا کوئی تنظیمیں نہیں بنا سکتے۔ میڈیا کوئی ایسی خبر نہیں دے سکتا جس کو بادشاہِ وقت پسند نہ کرتا ہو۔
- یہاں کوئی مذہبی آزادی نہیں ہے۔ ہر شہری کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ غیر مسلم مقیم اپنے مذہب پر نجی طور پر عمل کر سکتے ہیں نہ کہ عوامی طور پر۔
- عورتوں پر متعدد پابندیاں عائد ہیں۔ ایک مرد کی شہادت دو عورتوں کی شہادت کے مساوی ہے۔ دنیا میں یہ محض سعودی عرب کے لیے سچ نہیں ہے دنیا کے بہت سے ممالک میں اسی طرح کی صورت حال موجود ہے۔

کوسووو میں نسلی قتل عام

(Ethnic massacre in Kosovo)

آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ سب کچھ صرف مطلق العنان شہنشاہیت ہی میں ممکن ہے، اُس جگہ نہیں جہاں حکمراں بذریعہ انتخاب اقتدار میں آئے ہوں۔ اپنی تقسیم سے پہلے یہ یوگوسلاویہ کا ایک صوبہ تھا۔ اس صوبے میں البانیائی نسل کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی لیکن پورے ملک میں سرب (Serbs) لوگوں کی اکثریت تھی۔ ایک تند ذہن قوم پرست ملوسوک (تلفظ ملوشوچھ) نے انتخاب جیتا اور اب وہ ملک کا حکمراں تھا۔ اُس کی حکومت کوسووو البانیوں کے خلاف جارحانہ جذبہ رکھتی تھی۔ وہ ملک پر سرب قوم کا تسلط چاہتا تھا۔ ذیل میں اُس واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اپریل 1999 میں البانیائی فیملی کے ساتھ پیش آیا:

74 سالہ بتیشا ہوکساہا اپنے 77 سالہ شوہر کے ساتھ باورچی خانے میں بیٹھی تھی۔ اُنھوں نے باہر دھاکے کی تو آواز سنی تھی لیکن ان کو یہ احساس نہیں ہوا کہ شہر کے اندر سربیائی فوج پہلے ہی داخل ہو چکی تھی۔ اگلی بات جو اُسے

اگر آپ سربیائی ہوتے تو کیا آپ کوسووس ملوسوک کی کارروائی کی حمایت کرتے؟ کیا آپ ایسا سوچتے ہیں کہ اس کا سرب تسلط قائم کرنے کا پروگرام سربوں کے لیے بہتر ہوتا؟

© NCERT not to be republished

یاد رہی وہ یہ تھی کہ پانچ چھ فوجی داخلی دروازہ توڑ کر داخل ہو گئے تھے جو پوچھ رہے تھے۔

"تمھارے بچے کہاں ہیں۔"

بتیشا نے یاد کیا کہ اُنہوں نے ایزٹ کے سینے میں تین گولیاں اُتار دیں اُس کا شوہر اُس کے سامنے مرا پڑا تھا، فوجیوں نے اُس کی انگلی سے شادی کی انگوٹھی اُتار لی اور باہر نکل جانے کو کہا۔ ابھی اُس نے گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھا تھا کہ اُنہوں نے گھر میں آگ لگا دی...وہ بارش میں باہر کھڑی تھی۔ اب نہ اُس کا کوئی گھر تھا، نہ شوہر، نہ مال اسباب، بس تن پر صرف وہ کپڑے باقی تھے جو اُس نے پہن رکھے تھے۔

اُس زمانے میں ہزاروں البانیائی باشندوں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا یہ اخباری رپورٹ اس کی ایک مثال تھی۔ یہ حالیہ زمانے میں نسلی نفرت پر مبنی قتل عام کی بدترین مثالوں میں سے ایک تھی۔ یاد رہے کہ یہ قتل عام اُن کے اپنے ملک کی فوج نے کیا تھا جو ایک ایسے لیڈر کی ہدایات پر ہوا تھا جو اقتدار میں جمہوری انتخابات کے ذریعہ آیا تھا۔ حالیہ زمانے میں نسلی تعصب کی بنیاد پر قتل عام کی یہ بدترین مثال تھی۔ آخر کار اس قتل عام کو روکنے کے لیے متعدد دوسرے ممالک نے دخل اندازی کی۔ ملوسوک اقتدار سے محروم ہوا اور انسانیت کے خلاف جرائم کے لیے انصاف کی بین الاقوامی عدالت نے اُس پر مقدمہ چلایا۔

سرگرمی

- ٹونی بلیئر کے نام لکھا گیا خط پڑھنے کے بعد یو کے میں انس جمیل کے نام ایک خط لکھئے۔
- کوسووو میں بتیشا کی جانب سے ایک خط لکھئے جس کو ہندوستان میں ایسی ہی صورت حال کا سامنا ہوا تھا۔
- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے نام سعودی عرب میں عورتوں کی جانب سے ایک میمورینڈم لکھئے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

حقوق کے بغیر اُس کی تینوں صورتوں میں سے ہر ایک کے لیے ہندوستان سے ایک مثال کا ذکر کیجیے۔ اس میں درج ذیل صورتیں شامل ہوسکتی ہیں۔

- پولیس کی تحویل میں تشدد پر اخبار کی خبریں۔
- بھوک ہڑتال پر جانے والے قیدیوں کو زبردستی کھانا کھلانے کی اخباری رپورٹیں۔
- ہمارے ملک کے کسی بھی حصے میں نسلی قتل عام۔
- عورتوں کے ساتھ غیر مساویانہ برتاؤ کے سلسلے میں رپورٹیں۔

سابقہ صورت اور ہندوستانی مثال کے درمیان یکسانیتوں اور غیر یکسانیتوں کی فہرست بنائیے۔ ضروری نہیں کہ ان میں سے ہر ایک صورت کے لیے آپ ایک جیسا ہندوستانی واقعہ تلاش کریں۔

6.2 جمہوریت میں حقوق (RIGHTS IN A DEMOCRACY)

اُن تمام مثالوں کے بارے میں غور کیجیے جن پر ہم نے اب تک بحث کی ہے۔ ہر مثال میں مصیبت زدہ لوگوں کے بارے میں سوچئے جن میں گونٹانا موبے کے قیدی، سعودی عرب کی عورتیں اور کوسووو میں البانیائی باشندے شامل ہیں۔ اگر آپ اُن کی جگہ پر ہوتے تو آپ کی خواہش کیا ہوتی؟ آپ یہ بھی سوچ سکتے تھے کہ دوسرے لوگ ان حالات کا شکار نہ ہوں۔

شاید آپ خواہش یہ کرتے کہ ایک ایسا نظام ہوتا جہاں ہر ایک کو تحفظ، وقار اور سیاست کے ایک صاف

2019-20

ستھرے نظام کی یقین دہانی ہوتی۔ مثال کے طور پر آپ کی یہ بھی خواہش ہو سکتی تھی کہ کسی بھی شخص کو مناسب وجہ اور معلومات کے بغیر گرفتار نہ کیا جائے۔ اور اگر کسی عورت یا مرد کو گرفتار بھی کیا جائے تو اُن کو اپنے بچاؤ کا جائز موقعہ ملنا چاہیئے۔ آپ اس بات سے متفق ہو سکتے ہیں کہ ایسی یقین دہانی ہر معاملے میں نہیں دی جا سکتی۔ کوئی شخص ہر ایک سے جس برتاؤ کی اُمید کرتا ہو یا مطالبہ چاہتا ہو، اُسے مدلّل ہونا چاہیئے کیونکہ اُس کو وہی برتاؤ کسی دوسرے کے ساتھ بھی کرنا ہوتا ہے۔ لیکن آپ اس بات پر بھی مصر ہو سکتے ہیں کہ ایسی یقین دہانی صرف کاغذی کارروائی پر نہ ہو، اور یہ کہ کوئی ایسی ایجنسی بھی ہونا لازمی ہے جو اُسے نافذ کرے اور جو لوگ اِس کی حکم عدولی کریں اُن کو قرار واقعی سزا بھی ملے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ آپ ایک ایسے نظام کی خواہش کر سکتے ہیں جہاں ہر شخص کو کم سے کم سہولیات کی گارنٹی دی جائے۔ اُس میں چاہیئے کوئی طاقتور ہو یا کمزور، غریب ہو یا امیر، اکثریت ہو یا اقلیت۔ یہی وہ جذبہ ہے جو حقوق کے پس پردہ کارفرما ہوتا ہے۔

حقوق کیا ہیں؟ (What are rights?)

حقوق اپنے ساتھیوں، سماج اور حکومت پر افراد کے مطالبات ہیں۔ ہم میں سب ہی بے خوف ہو کر، برے برتاؤ کے شکار ہوئے بغیر خوش حال زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ہم دوسروں سے یہ اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ برتاؤ ایسا ہو جو نہ تو ہم کو نقصان پہنچائے اور نہ ہی مجروح کرے۔ بالکل اسی طرح سے نہ تو ہم اپنے اعمال سے کسی کو کوئی نقصان پہنچائیں اور نہ کسی کو مجروح کریں۔ اس لیے ایک حق اُسی وقت ممکن ہے جب آپ دعویٰ یہ کریں کہ وہ مساویانہ طور سے دوسروں کے لیے بھی ممکن ہے۔ آپ کو کوئی حق ایسا نہیں مل سکتا جو دوسروں کو نقصان پہنچائے یا محروم کرے۔ اس لیے جس چیز کو ہم حق کہتے ہیں، اُس پر کچھ نہ کچھ پابندیاں ضرور عائد ہوتی ہیں۔ آپ کو کھیلنے کا حق اس طرح نہیں ہے جس سے آپ کے پڑوسی کی کھڑکی ٹوٹ جائے۔ یوگوسلاویا میں رہنے والے سربیائی باشندے پورے ملک کا مطالبہ اپنے لیے نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارا مطالبہ مدلّل ہونا چاہیئے۔ یہ مطالبات ایسے ہونے چاہئیں جو مساویانہ طور سے دوسروں کو بھی میسر آئیں۔ اس طرح حقوق کے ساتھ دوسرے لوگوں کے حقوق کا احترام بھی وابستہ ہے۔

چونکہ ہم کسی چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں، صرف اسی وجہ سے یہ ہمارا حق نہیں بنتا۔ اس کو اُس سماج کی منظوری بھی حاصل ہونا ضروری ہے جس میں ہم رہتے ہیں۔ صرف سماج کے اندر رہ کر ہی حقوق بامعنی بنتے ہیں۔ ہمارے کردار کو باضابطہ بنانے کے لیے ہر سماج چند مخصوص اُصول بناتا ہے۔ یہی اُصول ہم کو بتاتے ہیں کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔ سماج جس چیز کو بھی صحیح تسلیم کرتا ہے، وہی ہمارے حقوق کی بنیاد بن جاتی ہے۔ اس طرح ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حقوق کے تصورات وقت وقت پر اور ایک سماج سے دوسرے سماج تک بدلتے رہتے ہیں۔ اگر دوسو سال پہلے کوئی یہ کہتا کہ عورتوں کو بھی ووٹ دینے کا حق حاصل ہونا چاہیئے تو یہ بڑا عجیب سا لگتا۔

جب افراد کے سماجی طور پر مسلمہ مطالبات ایک قانونی شکل میں تحریر کیے جاتے ہیں تو اُن کو قانونی حیثیت ملتی ہے، ورنہ یہ صرف قدرتی یا اخلاقی حقوق بنے رہتے ہیں۔ گوانٹانامو بے کے قیدیوں کا یہ مطالبہ اخلاقی تھا کہ اُن کو نہ تو ایذا پہنچائی جائے اور نہ ہی اُن کی بے عزتی کی جائے۔ لیکن وہ اپنے مطالبہ کے نفاذ کے لیے کہیں بھی نہیں جا سکے تھے۔ جب ان مطالبات کو قانون تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ قابل نفاذ بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اُن کے استعمال یا نفاذ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جب شہری یا حکومت ان حقوق کا احترام نہیں کرتے تو اس کو ہم اپنے حقوق کی

مقنّنہ حکومتوں کی ایسی کونسی مثالیں ہیں جہاں وہ اپنے ہی شہریوں کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتیں بلکہ ان پر حملہ کرتی ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

2019-20

خلاف ورزی یا دست اندازی کہتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں، اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے شہری عدالتوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے، اگر ہم کسی بھی مطالبے کو اپنا حق بنانا چاہیں، اس میں یہی تین خصوصیات ہونی چاہئیں۔ **حقوق افراد کے ایسے معقول مطالبات ہوتے ہیں جن کو سماج تسلیم کرتا ہے اور قانون اُن کی منظوری دیتا ہے۔**

ہم کو جمہوریت میں حقوق کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ (Why do we need rights in a democracy)

جمہوریت کی بقا کے لیے حقوق بہت ضروری ہیں ۔ ہر جمہوریت میں ہر شخص کو ووٹ دینے اور حکومت پر چنے جانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ جمہوری انتخابات ہونے کے لیے ضروری یہ ہے کہ اُس کے شہریوں کو اظہارِ خیال کرنے، سیاسی پارٹیاں بنانے اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

جمہوریت کے اندر حقوق مخصوص کردار نبھاتے ہیں۔ حقوق اقلیتوں کو اُن کے مظالم سے بچاتے ہیں۔ یہ اُس کو یقینی بناتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے نہیں کر سکتے۔ حقوق ایسی یقین دہانیاں ہیں جن کو حالات بگڑنے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حالات اُس وقت خراب بھی ہو سکتے ہیں جب چند شہری دوسروں کے حقوق کو چھیننا چاہئیں۔ یہ عموماً اُس وقت ہوتا ہے جب اکثریت اُن لوگوں پر تسلط حاصل کرنا چاہتی ہے جو اقلیت میں ہوں۔ ایسی صورت میں حکومت کو اپنے شہریوں کی حفاظت کرنا چاہئے۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے جب حکومتیں اُن کی حفاظت نہیں کرتیں بلکہ وہ خود اپنے ہی شہریوں کے حقوق پر حملہ کر سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چند حقوق کو حکومت سے بھی بالاتر رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، تاکہ حکومت ان کی حکم عدولی نہ کر سکے۔ زیادہ تر جمہوریتوں میں شہریوں کے بنیادی اُصول آئین میں تحریر کر دیئے جاتے ہیں۔

6.3 ہندوستانی آئین میں دیئے گئے حقوق
(RIGHTS IN THE INDIAN CONSTITUTION)

دنیا کی زیادہ تر جمہوریتوں کی طرح، ہندوستان میں بھی آئین میں ان حقوق کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ چند ایسے حقوق کو، جو ہماری زندگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، ایک مخصوص درجے میں رکھا گیا ہے۔ یہ بنیادی حقوق کہلاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے آئین کا مقصد اپنے تمام شہریوں کو مساوات آزادی (حریت) اور انصاف دلانا ہے۔ اسی وعدے کو بنیادی حقوق پورا کرتے ہیں۔ یہ ہندوستانی آئین کی خصوصیات کی ایک اہم بنیاد ہیں۔

آپ پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ ہمارا آئین چھ بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے۔ کیا آپ انھیں یاد کر سکتے ہیں؟

ایک عام شہری کے لیے ان حقوق کا کیا مطلب ہے۔ آیئے اس پر ایک ایک کر کے نظر ڈالیں۔

مساوات کا حق (Right to Equality)

آئین کہتا ہے کہ ہندوستان میں حکومت ہند کسی بھی شخص کو قانون کے سامنے مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے انکار نہیں کرے گی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ قوانین بلا لحاظ کسی شخص کے رتبہ، سب کے لیے ایک ہی طریقے سے استعمال ہوں گے۔ اس کو قانون کی حکومت کہتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بھی شخص قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ سیاسی لیڈر، سرکاری افسر اور معمولی شہری کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ وزیراعظم سے لے کر کسی

© NCERT not to be republished

دور دراز علاقے میں بڑے چھوٹے سے کسان تک ہر شہری ایک جیسے قوانین کا طابع ہے۔ اس سلسلے میں کوئی بھی شخص کسی مخصوص برتاؤ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ کوئی بھی شخص مخصوص برتاؤ یا مراعات کا مطالبہ صرف اس لیے نہیں کرسکتا کیونکہ وہ کوئی اہم شخص ہے۔ مثال کے طور پر چند سال پہلے ایک سابقہ وزیر اعظم کو فریب دہی کے الزام میں عدالت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ آخر میں عدالت نے فیصلہ کیا کہ وہ قصوروار نہیں تھا لیکن جب تک عدالت میں مقدمہ چلتا رہا، اُس کو عدالت جانا پڑتا تھا۔ گواہی دینی پڑتی تھی اور ایک معمولی شہری کی طرح کاغذات مہیا کرنے پڑتے تھے۔

مساوات کے حق کے چند پہلوؤں کو بتاتے ہوئے آئین میں بنیادی صورت حال کو مزید واضح کر دیا گیا ہے۔ مذہب، ذات، نسلیت، جنس یا جائے پیدائش کی بنیاد پر حکومت کسی بھی شہری کے خلاف تفریق روا نہیں رکھے گی۔ ہر شہری کو دکانوں، ریستورانوں، ہوٹلوں اور سنیما ہالوں تک رسائی حاصل ہوگی۔ اسی طرح سے، کنوؤں، تالابوں، نہانے کے گھاٹوں، سڑکوں، کھیل کے میدانوں اور سرکاری طور سے چلائی گئی عوامی تفریح گاہوں یا عوام کے استعمال کے لیے وقف جیسے مقامات کے استعمال کے سلسلے میں کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی۔ یہ بات بالکل عیاں ہے لیکن یہ ضروری تھا کہ ان حقوق کو اپنے ملک کے آئین میں شامل کیا جائے جہاں روایتی ذات پات کا نظام ان تمام عوامی مقامات تک بعض کمیونٹوں کی رسائی کی اجازت نہیں دیتا۔

سرکاری ملازمتوں میں بھی یہی اُصول نافذ ہوتا ہے۔ ملازمت یا تقرری کے معاملات میں تمام شہریوں کو حکومت کے کسی بھی عہدے کے لیے مساوی مواقع حاصل ہیں۔ متذکرہ بالا بنیاد پر کسی بھی شہری کے خلاف نہ تو تفریق روا رکھی جائے گی نہ ہی ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا۔ آپ پانچویں باب میں پڑھ چکے ہیں کہ حکومتِ ہند نے

درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل اور دوسرے پس ماندہ طبقات کو تحفظات مہیا کی ہیں۔ متعدد حکومت نے عورتوں، غریبوں یا جسمانی طور سے معذور لوگوں کو چند مخصوص ملازمتوں میں ترجیح دینے کے لیے مختلف اسکیمیں شروع کی ہیں۔ کیا یہ تحفظات مساوات کے حق کے خلاف ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔ مساوات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیا جائے، چاہے اُس کی ضرورت کچھ بھی ہو۔ مساوات کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہر شخص کو ایک ایسا مساویانہ موقعہ فراہم کیا جائے جس کو حاصل کرنے کا وہ اہل ہو۔ بعض اوقات مساوی موقعہ کی یقین دہانی کے لیے کسی شخص کے ساتھ مخصوص برتاؤ کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ یہی کام ملازمت کی تحفظات سے پورا ہوتا ہے۔ صرف اسی بات کو واضح کرنے کے لیے آئین کہتا ہے کہ اس قسم کی تحفظات مساوات کے حق کی حکم عدولی نہیں کرتیں۔

تفریق نہ کرنے کے اُصول کی حدود سماجی زندگی میں بھی نافذ ہوتی ہیں۔ ہمارا آئین ایک شدید قسم کی سماجی

ہر شخص جانتا ہے کہ عدالتوں میں مالدار لوگ بہتر وکیل کی خدمات حاصل کرسکتے ہیں۔ قانون کے سامنے مساوات کی بات کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

سرگرمی

- اپنے اسکول کے میدان یا کسی اسٹیڈیم میں جائیے اور وہاں بنے راستوں پر 400 میٹر کی دوڑ دیکھئے۔ دوڑ شروع ہونے سے پہلے اندرونی راستے میں دوڑنے والوں کو آگے کیوں رکھا جاتا ہے؟ اگر تمام دوڑنے والے ایک ہی راستے سے اپنی دوڑ شروع کریں تو کیا ہوگا؟ ان دونوں میں سے کون سی دوڑ برابر اور منصفانہ ہوگی؟ اس مثال کو ملازمتوں کے مقابلے میں استعمال کیجیے۔
- کسی بھی بڑی عوامی عمارت کا مشاہدہ کیجیے۔ کیا اس میں جسمانی طور سے معذور لوگوں کے لیے مخصوص گزرگاہ موجود ہے؟ کیا وہاں کوئی دوسری ایسی سہولتیں موجود ہیں جہاں عمارت کو جسمانی طور سے معذور افراد اُسی طرح سے استعمال کرسکیں جیسے کہ کوئی بھی دوسرا۔ کیا ایسی سہولیات مہیا کرنی چاہئیں چاہے عمارت پر مزید خرچہ ہی کیوں نہ آتا ہو؟ کیا یہ مخصوص انتظامات مساوات کے اُصول کے خلاف ہیں؟

تفریق کی شکل کا ذکر کرتا ہے، جس کو چھوت چھات کہا جاتا ہے۔ کسی بھی شکل میں چھوت چھات کا رواج ممنوع ہے۔ یہاں پر چھوت چھات کا مطلب مخصوص ذات کے لوگوں کو صرف چھونے سے انکار نہیں ہے۔ اس کا تعلق کسی بھی عقیدے یا سماجی رواج سے ہے جس کی بنیاد پر مخصوص ذات کے لوگوں کو اُن کی پیدائش کی وجہ سے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ایسا رواج اُن کے ساتھ بین عمل یا مساوی شہریوں کی حیثیت سے عوامی مقامات تک رسائی سے روکتا ہے۔ اسی لیے آئین نے چھوت چھات کو ایک قابل سزا جرم قرار دیا ہے۔

نالمسی یا چھوت چھات کی مختلف شکلیں

1999 میں ''دی ہندو'' اخبار میں پی۔ سیناتھ نے ایسی چھوت چھات اور ذات کی تفریق پر سلسلے وار نیوز رپورٹ لکھیں جو آج بھی دلتوں اور درج فہرست ذاتوں کے لوگوں کے ساتھ روا رکھی جاتی ہیں۔ اُس نے ملک کے مختلف حصوں میں سفر کیا جہاں اُس نے دیکھا کہ متعدد مقامات پر:

- چائے کی دکانوں پر دو قسم کے پیالے ہوتے تھے ایک تو دلتوں کے لیے اور دوسرے بقیہ دوسری ذاتوں کے لئے۔
- حجام دلتوں کے بال کاٹنے کو منع کردیتے تھے۔
- کلاس روم میں دلت طلباء کو الگ بٹھایا جاتا تھا یا الگ رکھے گھڑوں سے پانی پلایا جاتا تھا۔
- بارات لے جاتے وقت دلت دولہوں کو گھوڑے پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی اور
- دلتوں کو مشترکہ ہنڈ پمپ استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی اور اگر اُنہوں نے ایسا کر بھی دیا ہو تو اُن کو پاک کرنے کے لیے دھویا جاتا تھا۔

یہ تمام برتاؤ چھوت چھات کی تعریف کے تحت آتے ہیں۔ کیا آپ اپنے ہی علاقے میں چند دوسری مثالوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

آزادی کا حق (Right to Freedom)

آزادی کا مطلب ہے بندش کا نہ ہونا۔ عملی زندگی میں اس کا مطلب دوسروں کی جانب سے ہمارے معاملات میں دخل اندازی کا نہ ہونا۔ چاہے وہ کوئی دوسرے افراد ہوں یا حکومت۔ ہم سماج میں رہنا چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی ہم آزادی بھی چاہتے ہیں۔ تاہم اپنے معاملات کو ہم اپنی مرضی کے مطابق طے کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کو جو کچھ کرنا چاہئے اُس پر دوسروں کو احکام جاری نہیں کرنا چاہئے۔ اس لیے ہندوستانی آئین کے تحت تمام شہریوں کو درج ذیل حقوق حاصل ہوں۔

- اظہارِ خیال اور تقریر کی آزادی
- پُرامن طریقے سے جمع ہونے کی آزادی
- انجمنیں اور یونینیں بنانے کی آزادی
- پورے ملک کے اندر آزادانہ طور سے آنے جانے کی آزادی
- ملک کے کسی بھی حصے میں رہائش اختیار کرنے کی آزادی
- کسی بھی پیشے کو اختیار کرنے یا روزگار، تجارت یا کاروبار کرنے کی آزادی۔

آپ کو یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شہری کو یہ تمام حقوق حاصل ہونا چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو اپنی آزادی کا استعمال اس طرح نہیں کرنا چاہئے جو دوسرے کے آزادی کے حق کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ آپ کی آزادی کو عوامی پریشانی یا بدنظمی کی بنیاد نہیں بننا چاہئے۔ آپ ہر اُس کام کو کرنے کے لیے آزاد ہیں جو کسی دوسرے کو مجروح نہ کرے۔ آزادی کسی شخص کے لیے اپنی مرضی سے کوئی بھی کام کرنے کا لامحدود لائسنس نہیں ہے۔ یہ قانون کے مطابق ہونی چاہئیں۔ اس کے مطابق حکومت سماج کے مفاد میں ہماری آزادیوں پر چند پابندیاں عائد کرتی ہے۔

تقریر اور اظہارِ خیال (تحریر) کی آزادی جمہوریت کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ ہمارے خیالات اور شخصیت کی ترقی صرف اُسی صورت میں ہوتی ہے جب ہم دوسروں کے ساتھ آزادانہ طور سے رابطہ قائم کرسکیں۔ آپ کے خیالات دوسروں سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ چاہے سو آدمیوں کا اندازِ فکر ایک ہی جیسا کیوں نہ ہو، پھر بھی آپ کو مختلف طور سے سوچنے اور اُس کے مطابق اپنے نظریات ظاہر کرنے کی آزادی ہے۔ آپ کو حکومت کی پالیسی یا کسی انجمن کی سرگرمیوں میں اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ آپ اپنے والدین، دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اپنی بات چیت میں حکومت یا کسی انجمن کی سرگرمیوں کے خلاف آزادانہ تنقید کر سکتے ہیں۔ آپ دستی اشتہار، رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ اپنے نظریات کو مشتہر کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے نظریات مصوری، نظم یا گانوں کی شکل میں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ تاہم آپ اس آزادی کو دوسروں کے خلاف تشدد بھڑکانے کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے لوگوں کو بھڑکانے میں استعمال نہیں کر سکتے۔ آپ اس آزادی کو دوسروں کی شہرت کو داغدار کرنے کے لیے جھوٹی اور گھٹیا قسم کی ایسی باتیں بھی استعمال نہیں کر سکتے جو کسی شخص کی عزت کو نقصان پہنچائیں۔

کیا اظہارِ خیال کی آزادی ان کو بھی حاصل ہونی چاہئے جو غلط اور تنگ نظری پھیلاتے ہیں؟ کیا انھیں عوام کو بہکانے کی اجازت دینا چاہئے؟

© NCERT not to be republished

شہریوں کو کسی بھی مسئلہ پر جلسے کرنے، جلوس اور ریلیاں نکالنے اور احتجاج کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ وہ مسائل پر بحث کرنے، خیالات کا تبادلہ کرنے، کسی مقصد کے لیے عوامی حمایت کو حرکت میں لانے یا کسی الیکشن میں اُمیدوار یا پارٹی کے لیے ووٹ مانگنے کی خواہش کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسے جلسے پُر امن ہونے چاہئیں۔ ان سے عوامی بدنظمی پیدا نہیں ہونی چاہیے یا سماج کے اندر امن و امان درہم برہم نہیں ہونا چاہیے۔ جو لوگ ایسی سرگرمیوں اور جلسوں میں حصہ لیتے ہیں، اُن کو اپنے ساتھ ہتھیار نہیں لے جانا چاہئے۔ شہری اپنی انجمنیں بھی بنا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے فیکٹری کے مزدور اپنی یونین بنا سکتے ہیں۔ کسی شہر کے اندر آلودگی کے خلاف مہم چلانے کے لیے ایک انجمن بنانے کے مقصد سے چند لوگ ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

ایک شہری کی حیثیت سے ہم کو **ملک کے کسی بھی حصے میں آنے جانے کی آزادی حاصل ہے۔** ہم کو ہندوستان کے کسی بھی علاقے میں رہائش اختیار کرنے یا بسنے کی پوری آزادی ہے۔ فرض کیجئے ایک ایسا آدمی جو آسام کا باشندہ ہے اور وہ حیدرآباد میں کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے۔ اس کا اس شہر سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے اُس نے یہ شہر پہلے کبھی دیکھا تک نہ ہو اس کے باوجود، ہندوستان کے شہری کی حیثیت سے اُس کو وہاں اپنی بنیاد قائم کرنے کا حق

حاصل ہے۔ یہ حق لاکھوں لوگوں کو گاؤں سے شہروں کی جانب اور ممالک کے غریب خطوں سے خوش حال اور بڑے بڑے شہروں کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

ہمارا آئین یہ کہتا ہے کہ سوائے قانون پر مبنی طریق کار کے علاوہ کسی بھی شخص کو اُس کی زندگی یا ذاتی آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بھی شخص کو اُس وقت تک نہیں مارا جا سکتا جب تک کہ عدالت نے اُس کو سزائے موت نہ دی ہو۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ کوئی حکومت یا پولس افسر کسی بھی شہری کو اُس وقت گرفتار یا نظر بند نہیں رکھ سکتا جب تک کہ کوئی مناسب قانونی جواز نہ ہو۔ اور اگر وہ ایسا کرتے بھی ہیں، تب بھی اُن کو چند طریقہ کاروں پر عمل کرنا ہوگا:

- گرفتاری یا حراست کی وجوہات بتائے بغیر کسی بھی شخص کو نہ تو گرفتار کیا جا سکتا ہے اور نہ حراست میں رکھا جاسکتا ہے۔
- گرفتاری کے 24 گھنٹے کے اندر اندر، گرفتار اور نظر بند شخص کو قریبی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔
- ایسے شخص کو کسی وکیل سے مشورہ کرنے یا اپنے دفاع کے لیے وکیل کرنے کا حق حاصل ہے۔

© NCERT not to be republished

آیئے گوانٹاناموبے اور کوسووو میں پیش آئے واقعات کی جانب لوٹتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں متاثرہ لوگوں کی سب سے زیادہ بنیادی آزادیوں کو خطرہ لاحق تھا جس میں انفرادی زندگی اور ذاتی آزادی کا تحفظ شامل ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

کیا یہ واقعات آزادی کے حق کی خلاف ورزی کی مثالیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آئین کی کون سی شرط کی خلاف ورزی کرتا ہے؟

- حکومت نے سلمان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے لیے اس بنیاد پر پابندی عائد کی کیونکہ اس سے پیغمبر حضرت محمدؐ کی بے ادبی ہوتی تھی اور اس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی تھی۔
- عوام کو دکھانے سے پہلے ہر فلم کو حکومت کے سنسر بورڈ سے منظور ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر یہی کہانی کسی کتاب یا رسالے میں چھپی ہو تو اس پر ایسی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں۔
- حکومت ایسی تجاویز پر غور کر رہی ہے جہاں معیشت کے صنعتی خطے یا سیکٹرز ہوں گے۔ یہاں مزدوروں کو اپنی یونین بنانے یا ہڑتال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔
- آنے والے ثانوی اسکول امتحانات کو مدنظر رکھ کر، شہری انتظامیہ نے رات 10 بجے کے بعد لاؤڈ اسپیکروں کے استعمال پر پابندی عائد کر دی ہے۔

استحصال کے خلاف حق

(Right against Exploitation)

آزادی اور مساوات کا حق عطا ہونے کے فوراً بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ ہر شہری کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اُس کا استحصال نہ ہو۔ اس کے باوجود آئین کے بنانے والوں نے سوچا کہ سماج کے کمزور طبقات کو استحصال سے بچانے کے لیے واضح شرائط کو ضبطِ تحریر میں لانا ضروری ہے۔

ہمارا آئین تین مخصوص برائیوں کا ذکر کرتا ہے اور ان کو غیر قانونی قرار دیتا ہے۔ (1) آئین ''انسانوں کی تجارت'' کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ یہاں تجارت (ٹریفک) کا مطلب ہے انسانوں کی خرید و فروخت، عام طور سے غیر اخلاقی مقاصد کے لیے ہونے والی عورتوں کی خرید و فروخت۔ (2) ہمارا آئین کسی بھی شکل میں جبریہ محنت یا بیگار کو منع کرتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

ان خبروں کی رپورٹوں کی بنیاد پر ایڈیٹر کو ایک خط لکھئے یا استحصال کے خلاف حق کی خلاف ورزی کو دکھاتے ہوئے عدالت کو ایک عرض داشت بھیجیے۔

نیشنل سیمپل سروے تنظیم کے ذریعہ کیے جانے والے جدید سروے میں پتہ چلا کہ مزدور بچیوں کی تعداد دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں بڑھ رہی ہے۔ سروے سے پتہ چلا کہ دیہی علاقوں میں فی ہزار مزدور آبادی پر مزدور بچیوں کی تعداد 41 تھی جبکہ پچھلے سال یہ شرح 34 فی ہزار تھی۔ بچہ مزدوروں کی تعداد 31 کی شرح پر قائم رہی (اپریل 2005)

کرناٹک میں ہوس پیٹ، سندور اور ایکل علاقوں میں لوہے کی کچ دھات کارخانوں میں پانچ سال اور اس سے زیادہ عمر کے بچوں کو کام پر رکھا گیا۔ بچوں کو کھودنے، پتھر توڑنے سامان اٹھانے، ڈھیر لگانے، نقل و حمل اور کچ دھات کی عمل کاری پر بغیر کسی حفاظتی تدبیر اور بغیر مقررہ اجرتوں اور اوقات کار کے تعین کے بغیر کام کرنے پر مجبور کیا گیا۔ انھوں نے اونچے درجے کے زہریلے فضلات اور کان کے گرد کا بھی کام کیا اور اس طرح انھیں خطرہ کے زد میں رکھا گیا۔ یہ قابل اجازت سطح سے اوپر کی بات تھی۔ اس خطے میں اسکولی تعلیم چھوڑنے کی شرح بہت زیادہ تھا۔ (مئی 2005)

مدراس ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی گئی۔ عرضی گزار نے کہا کہ سات اور 12 سال کی عمر کے درمیان کے بچے ضلع سلیم کے گاؤں سے لے جائے گئے اور کیرل کے تھریور ضلع میں اولورنگر میں نیلامی میں فروخت کر دیے گئے۔ عرضی گزار نے عدالت میں درخواست کی ان حقائق کی جانچ و نگرانی کے لیے حکومت کو احکام صادر کرے۔ (مارچ 2005)

© NCERT not to be republished

بیگار ایک ایسا رواج ہے جہاں کوئی کام کرنے والا شخص اپنے مالک کے لیے مفت یا معمولی سے معاوضے پر خدمات انجام دینے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔ جب یہی کام تازندگی چلتا رہتا ہے، یہ بندھوا مزدور کا رواج کہلاتا ہے۔ آخیر میں آئین بچہ مزدوری پر بھی پابندی عائد کرتا ہے۔

کوئی بھی شخص کسی فیکٹری یا کان یا ریلوے اور سمندری بندرگاہوں پر ہونے والے کسی بھی دوسرے خطرناک کام پر 14 سال سے کم عمر کے بچوں کو ملازم نہیں رکھ سکتا۔ اس شرط کو بنیاد بناتے ہوئے متعدد ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن میں بیڑی سازی، آتش بازی اور ماچس سازی، چھپائی اور رنگائی جیسی صنعتوں میں کام کرنے سے بچوں کو روکا گیا ہے۔

سرگرمی

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ریاست میں مزدوروں کو کم سے کم کیا اُجرت ملتی ہے؟ اپنے قرب و جوار میں کام کرتے ہوئے پانچ مختلف لوگوں سے بات کیجیے اور معلوم کیجیے کہ آیا اُن کو کم سے کم اُجرت ملتی ہے یا نہیں۔ اُن سے پوچھیے کہ آیا اُن کو کم سے کم اُجرتوں کا علم ہے۔ اُن سے یہ بھی معلوم کیجیے کہ آیا مرد اور عورتوں دونوں کو ایک ہی جیسی اُجرتیں ملتی ہیں۔

جب آئین لوگوں کو ان کا مذہب نہیں دے سکتا تو پھر وہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق کیسے دے سکتا ہے؟

مذہبی آزادی کا حق (Right to Freedom of Religion)

آزادی کے حق میں مذہبی آزادی کا حق بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں بھی آئین بنانے والوں نے اس کو خاص طور سے بالکل واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ آپ تیسرے باب میں پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستان ایک سیکولر (غیر مذہبی) ریاست ہے۔ دنیا میں کسی بھی دوسری جگہ کی طرح زیادہ تر لوگ مختلف مذاہب پر عمل کرتے ہیں۔ چند ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کا عقیدہ کسی بھی مذہب پر نہ ہو۔

اس کی بنیاد اس یقین پر قائم ہے کہ ریاست صرف انسانوں کے درمیان موجود تعلق پر ہی نظر رکھتی ہے نہ کہ انسانوں اور خدا کے درمیان تعلق پر سیکولر ریاست ایک ایسی ریاست ہے جو کسی بھی مذہب کو سرکاری مذہب نہیں بناتی۔ یہ اُصولوں کے ایک ہی جیسے رویے اور تمام مذاہب سے مساوی فاصلہ اختیار کرتی ہے۔ تمام مذاہب کے ساتھ برتاؤ میں ریاست منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رویہ اپناتی ہے۔

ہر عورت یا مرد کو اپنی پسند کا مذہب ماننے، اُس پر عمل کرنے اور اُس کی تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ ہر مذہبی گروپ یا کوئی بھی مسلک اپنے مذہبی معاملات کو چلانے میں آزاد ہے۔ تاہم، اپنے مذہب کی تبلیغ میں جبر، دھوکے، لالچ یا ورغلانے کے ذریعہ کسی دوسرے شخص کو کوئی دوسرا مذہب اپنانے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی مرضی سے اپنا مذہب بدلنے میں آزاد ہے۔ مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی بھی مذہب کے نام پر جو چاہے کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مافوق الفطرت طاقتوں اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے کوئی بھی شخص جانوروں اور انسانوں کی قربانی نہیں کرسکتا۔ اسے مذہبی رواجوں کی بھی آزادی نہیں ہے جو عورتوں کو کم تر تصور کریں یا اُن کی آزادی میں رکاوٹ پیدا کریں۔ مثال کے طور پر کوئی بھی شخص کسی بیوہ کو سرمنڈوانے یا سفید کپڑے پہننے کے لیے مجبور نہیں کرسکتا۔

سیکولر ریاست ایک ایسی ریاست ہے جو کسی مخصوص مذہب کے تحت کوئی رعایت یا حمایت کا رویہ اختیار

© NCERT not to be republished

نہیں کرتی۔ نہ ہی وہ مذہب کی بنیاد پر لوگوں کو سزا دیتی ہے اور نہ ہی تفریق اور امتیاز برتتی ہے۔ اس لیے ہندوستان کی ریاست کسی مذہب یا مذہبی ادارے کے رکھ رکھاؤ اور ترقی کے لیے کسی شخص کو ٹیکس کی ادائیگی کے لیے مجبور نہیں کرے گی۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں کوئی بھی مذہبی ہدایات نہیں دی جائیں گی۔ پرائیویٹ جماعتوں کے تحت چلائے جانے والے تعلیمی اداروں میں کسی بھی شخص کو کسی بھی قسم کی مذہبی ہدایات میں حصہ لینے یا کسی مذہبی عبادت میں شرکت کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق

(Cultural and Educational Rights)

آپ کو تعجب ہوگا کہ آئین بنانے والوں نے اقلیتوں کے حقوق کی تحریری گارنٹی دینے کو اس درجہ کیوں اہمیت دی تھی۔ آئین میں اکثریت کے لیے ایسی مخصوص گارنٹی کیوں نہیں ہے؟ اس کی وجہ بالکل سادہ ہے۔ جمہوری نظام تمام اختیارات اکثریت کو دیتا ہے۔ یہ اقلیتوں کی زبان، ثقافت اور مذہب ہے جس کو مخصوص تحفظ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ورنہ اکثریت کی زبان، مذہب اور ثقافت کے اثر کے تحت اُن کو دبانے کا امکان باقی رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آئین اقلیت کے ثقافتی اور تعلیمی حقوق کا ذکر واضح الفاظ میں کرتا ہے:

- شہریوں کے کسی بھی طبقے کو اپنی مخصوص زبان یا ثقافت کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔
- مذہب یا زبان کی بنیاد پر کسی بھی سرکاری یا امداد یافتہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں کسی بھی شہری کو داخلے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
- تمام اقلیتوں کو اپنے انتخاب کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور اُن کا نظام چلانے کا حق حاصل ہے۔

یہاں اقلیت کا مطلب قومی سطح پر صرف مذہبی اقلیت سے نہیں ہے۔ چند مقامات پر، مخصوص زبان بولنے والے لوگ اکثریت میں ہیں اور کوئی دوسری زبان بولنے والے اقلیت ہیں۔ مثال کے طور پر آندھر پردیش کے اندر تیلگو زبان بولنے والے لوگ اکثریت میں ہیں لیکن وہ کرناٹک کی پڑوسی ریاست میں اقلیت ہیں۔ پنجاب میں سکھوں کی اکثریت ہے، جبکہ وہ راجستھان، ہریانہ اور دہلی میں اقلیت ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

ان خبروں کی رپورٹ کو پڑھیے اور اُس حق کی شناخت کیجیے جس پر درج ذیل صورتوں میں بحث کی گئی ہے۔

- شرومنی گرودوارہ پربندھک کمیٹی کے ایک ہنگامی اجلاس نے ہریانہ میں سکھوں کے مقدس مقامات کے نظام چلانے کے لیے ایک علیحدہ ادارہ بنانے کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اس نے حکومت کو تنبیہ کی سکھ فرقہ اپنے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کو برداشت نہیں کرے گا۔ (جون 2005)
- الٰہ آباد ہائی کورٹ نے اُس مرکزی قانون کو مسترد کر دیا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو اقلیتی درجہ دیتا تھا اور اُس کے پوسٹ گریجویٹ کورسیز میں مسلمانوں کے لیے تحفظ کو غیر قانونی بنایا۔ (جنوری 2006)
- حکومت راجستھان نے تبدیلی مذہب مخالف قانون وضع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عیسائی رہنماؤں نے کہا کہ یہ بل اقلیتوں کے ذہنوں میں عدم تحفظ اور خوف کا احساس پیدا کرے گا۔ (مارچ 2005)

© NCERT not to be republished
2019-20

ہم اِن حقوق کو کس طرح محفوظ کر سکتے ہیں؟

(How can we secure these rights?)

حقوق ایک گارنٹی کی طرح ہوتے ہیں، اگر ان کا کوئی احترام نہ کرے تو ان سے کوئی فائدہ نہیں۔ آئین میں درج حقوق کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ قابلِ نفاذ ہیں۔ ہمیں متذکرہ بالا حقوق کے نفاذ کا حق بھی حاصل ہے۔ **اس کو آئینی علاج یا دادرسی کا حق کہا جاتا ہے۔** یہ بھی بذاتِ خود ایک بنیادی حق ہے۔ یہ حق دوسرے حقوق کو بااثر بناتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات ساتھی شہری، پرائیویٹ جماعتیں یا خود حکومت ہی ان حقوق کی خلاف ورزی کر سکتی ہیں۔ جب ہمارے کسی بھی حق کی خلاف ورزی ہو تو عدالتوں کے ذریعہ اس کا علاج حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ بنیادی حق ہے تو ہم براہِ راست سپریم کورٹ یا ریاست کی ہائی کورٹ سے انصاف طلب کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر نے آئینی علاج کے حق کو ہمارے آئین کا دل اور روح کہا تھا۔

کیا ہندوستان کا صدر آپ کے بنیادی حقوق کے تحفظ کرنے پر آپ کو سپریم کورٹ تک جانے سے روک سکتا ہے؟

مقنّنہ، عاملہ یا حکومت کے کسی بھی ادارے کے عمل کے خلاف بنیادی حقوق ایک گارنٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا قانون یا عمل نہیں ہو سکتا جو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہو۔ اگر مقنّنہ یا عاملہ کا کوئی بھی عمل ہمارے بنیادی حقوق کو ہم سے چھینتا ہو یا اُن کو محدود کرتا ہو تو یہ غیر معقول قرار دیا جائے گا۔ ہم مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ایسے قوانین اور حکومت کی کارروائیوں اور قومیائے ہوئے بینکوں یا بجلی بورڈوں جیسی سرکاری تنظیموں کو عدالت میں چیلنج کر سکتے ہیں۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کو بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہدایات، احکامات یا رِٹ (حکم نامۂ عدالت) جاری کرنے کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ ان کی خلاف ورزی کی صورت میں یہ (سپریم کورٹ، ہائی کورٹ) متاثرہ لوگوں کے لیے معاوضہ اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا بھی دے سکتے ہیں۔ ہم پانچویں باب میں پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ہمارے ملک کی عدلیہ، حکومت اور پارلیمنٹ سے آزاد ہے۔ ہم نے یہ بھی نوٹ کیا تھا کہ ہماری عدلیہ بہت طاقتور ہے، جو شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ہر ضروری کارروائی کر سکتی ہے۔

بنیادی حقوق کے کسی بھی قسم کے انحراف کی صورت میں متاثرہ شخص علاج کے لیے عدالت کے دروازے پر دستک دے سکتا ہے۔ لیکن اب کوئی بھی شخص بنیادی حقوق سے انحراف کے خلاف اس صورت میں بھی عدالت جا سکتا ہے، اگر کوئی معاملہ سماجی یا عوامی مسئلے سے وابستہ ہو۔ اس کو عوامی مفاد کی مقدمہ بازی (پبلک انٹریسٹ لٹی گیشن - پی آئی ایل) کہا جاتا ہے۔ پی آئی ایل کے تحت کوئی بھی شہری یا شہریوں کا گروپ کسی مخصوص قانون یا حکومت کی کارروائی کے خلاف عوامی مفاد کے تحفظ کے لیے سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جج کو اپنی درخواست پوسٹ کارڈ پر بھی لکھ کر بھیج سکتا ہے۔ اگر جج صاحبان معاملے کو عوامی مفاد کے حق میں پاتے ہیں تو عدالت معاملے کی سماعت کر سکتی ہے۔

سرگرمی

کیا آپ کی ریاست میں ریاستی انسانی حقوق کمیشن ہے؟ اُس کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات کیجیے۔

اگر آپ اپنے علاقے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی کوئی مثال دیکھتے ہوں تو این ایچ آر سی کو ایک عرض داشت لکھیے۔

© NCERT not to be republished

लूणावाडी सामूहिक कब्र का मामला

मानवाधिकार आयोग ने सीबीआई और गुजरात सरकार से जानकारी मांगी

बंदी प्रत्यक्षीकरण याचिका पर सुप्रीम कोर्ट से नोटिस जारी

Ryots offer kidneys for sale: NHRC seeks report

NEWS 7

NHRC took positive steps in 2005

THE HINDU • THURSDAY, DECEMBER 29, 2005

A rights violation, says Congress

Mass grave: NHRC seeks report from Gujarat, CBI

DNA testing of the skeletal remains sought

Shock, disbelief on IISc campus

قومی انسانی حقوق کمیشن (National Human Rights Commission)

کیا آپ نے اس صفحہ پر خبروں کے مجموعے میں این ایچ آر سی کے حوالے پر غور کیا؟ یہ 2002 میں گجرات میں ہوئے فسادات کے سیاق وسباق میں تھا۔ تقریباً 2000 لوگوں کے قتل عام (جن میں زیادہ تر مسلمان تھے) اور فساد پھیلانے کے ملزمان کے خلاف عدالتوں میں متعدد مقدمات درج کرائے گئے تھے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں اور میڈیا کا کہنا تھا کہ ریاستی حکومت ان مقدمات کی پیروی کرنے اور مجرموں کو پکڑنے میں سنجیدہ نہیں ہے۔

متاثرہ لوگوں کی طرف سے کسی نہ کسی کو دخل اندازی کرنی ہی تھی۔ یہ وہ حالات تھے جن کی وجہ سے قومی انسانی حقوق کمیشن کو اپنا قدم بڑھانا پڑا۔ 1993 میں قانون کے ذریعہ قائم یہ ایک آزاد کمیشن ہے۔ عدلیہ کی طرح، یہ کمیشن بھی حکومت سے آزاد ہے۔ صدر اس کمیشن کی تقرر کرتا ہے جس میں ریٹائرڈ جج، افسران اور نامور شہری شامل ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود، اس کے پاس عدالتی مقدمات کا فیصلہ کرنے کا بوجھ نہیں ہوتا۔ اس لیے انسانی حقوق دلانے میں یہ مظلوموں کی مدد کرنے پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔ ان میں وہ تمام حقوق شامل ہیں جو آئین نے شہریوں کو عطا کئے ہیں۔ این ایچ آر سی میں وہ حقوق بھی شامل ہیں جن کو بین الاقوامی معاہدوں میں اقوام متحدہ نے ذکر کیا ہے اور جس پر ہندوستان نے بھی دستخط کئے ہیں۔

این ایچ آر سی بذاتِ خود قصورواروں کو سزا نہیں دے سکتا۔ یہ عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔ این ایچ آر سی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے کسی بھی مقدمے میں آزاد اور معتبر تفتیش کرتا ہے۔ یہ اس کو کنٹرول کرنے کے لیے کسی بھی سرکاری افسر کی خلاف ورزی یا لاپرواہی کی اعانت کے کسی بھی مقدمے میں تفتیش کرتا ہے اور ملک میں انسانی حقوق کی ترقی کے لیے دوسرے عام اقدامات اُٹھاتا ہے۔ یہ کمیشن اپنی چھان بین اور سفارشات کو حکومت کے سامنے پیش کرتا ہے اور مظلوموں کی جانب سے عدالتوں میں دخل اندازی کرتا ہے۔ اپنی تفتیش کو جاری رکھنے کے لیے اس کے پاس وسیع اختیارات ہوتے ہیں۔ کسی بھی عدالت کی طرح یہ گواہوں کے پاس سمّن (عدالت کی جانب سے طلبی کا حکم نامہ) بھیج سکتا ہے، کسی بھی سرکاری عہدے دار سے سوال کرسکتا ہے، کسی بھی سرکاری کاغذ کا مطالبہ کرسکتا ہے، معائنے کے لیے کسی بھی قیدخانے کا دورہ کرسکتا ہے یا موقعہ پر یک روزہ تفتیش کے لیے اپنی ہی ٹیم بھیج سکتا ہے۔

ہندوستان کا کوئی بھی شہری انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف اس پتے پر خط بھیج سکتا ہے۔ نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن، جی پی او کمپلیکس، آئی این اے، نئی دہلی 110023 این ایچ آر سی تک رسائی حاصل کرنے کے لیے نہ تو کوئی فیس ہے اور نہ کوئی رسمی طریقۂ کار۔ این ایچ آر سی کی طرح ملک کی 26 ریاستوں میں (10 ستمبر 2017) اسٹیٹ ہیومن رائٹس کمیشنز (ریاستی انسانی حقوق کمیشن) بھی موجود ہیں۔ مزید معلومات کے لیے دیکھیں www.nhrc.nic.in

2019-20

6.4 حقوق کا پھیلتا دائرہ عمل (EXPANDING SCOPE OF RIGHTS)

ہم نے اس باب کی ابتدا حقوق کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے کی تھی۔ اس باب کے زیادہ تر حصے میں ہم نے آئین میں تحریر کئے گئے صرف بنیادی حقوق پر خاص طور سے روشنی ڈالی ہے۔ شاید، آپ سوچتے ہوں گے کہ شہریوں کو آئین میں درج صرف بنیادی حقوق ہی حاصل ہیں یہ بات درست نہیں ہے۔ جبکہ بنیادی حقوق دوسرے تمام حقوق کا منبع ہیں، ہمارا آئین اور قانون ہم کو حقوق کا ایک وسیع تر سلسلہ مہیا کرتا ہے۔ حالیہ سلسلوں میں حقوق کی وسعت میں اضافہ ہوا ہے۔

بعض اوقات شہریوں کے لیے قانونی حقوق میں توسیع کی ضرورت پیش آتی ہے۔ عدالتوں نے حقوق کی توسیع کے لیے وقتاً فوقتاً فیصلے صادر کئے ہیں۔ یہ اس کی آزادی، اطلاع کا حق اور تعلیم کا حق جیسے حقوق بنیادی حقوق سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اب ہندوستانی شہریوں کے لیے اسکولی تعلیم ایک حق بن چکی ہے۔ حکومتیں 14 سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم مہیا کرنے کے لیے ذمہ دار ہیں۔ پارلیمنٹ نے شہریوں کو معلومات کا حق دے کر قانون وضع کیا ہے۔ یہ ایکٹ (قانون) سوچنے اور اظہارِ خیال کے بنیادی حق کے تحت بنایا گیا تھا۔ ہم کو حکومت کے دفاتر سے معلومات حاصل کرنے کا حق ملا ہے۔ ابھی جلد ہی سپریم کورٹ نے غذا کے حق کو شامل کرنے کے لیے زندگی کے حق کے معنی کو وسعت دی ہے۔ جیسا کہ آئین میں درج ہے، ہمارے حقوق صرف بنیادی حقوق تک ہی محدود نہیں ہیں۔ آئین ہم کو بہت سے ایسے حقوق مہیا کرتا ہے جو بنیادی حقوق نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر جائیداد کا حق بنیادی حق تو نہیں ہے لیکن یہ ایک آئینی حق ضرور ہے۔ انتخابات میں ووٹ دینے کا حق ایک اہم آئینی حق ہے۔

بعض اوقات توسیع انسانی حقوق میں بھی ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسے عالمگیر اخلاقی مطالبات ہیں جن کو قانون تسلیم کر بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ اس معنی میں یہ مطالبات اُس تعریف کے مطابق حقوق کے زمرے میں نہیں آتے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ تمام دنیا میں جمہوریت کا وسعت کے ساتھ ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے لیے حکومتوں پر زیادہ سے زیادہ دباؤ بڑھ رہا ہے۔

معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی اقرار نامہ
(International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights)

یہ بین الاقوامی اقرار نامہ، اُن متعدد حقوق کو تسلیم کرتا ہے جو ہندوستانی آئین میں بنیادی حقوق کا براہِ راست حصہ نہیں ہیں یا یہ ابھی تک بین الاقوامی معاہدہ نہیں بنا ہے۔ لیکن تمام دنیا میں پھیلے انسانی حقوق کے کارکن اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ انسانی حقوق کا ایک معیار ہے۔ اس میں درج ذیل حقوق شامل ہیں:

- کام کرنے کا حق: کام کر کے روزی کمانے کے لیے ہر ایک کو موقعہ ملنا
- کام کرنے کے ایسے محفوظ اور صحت مندانہ حالات اور جائز اُجرتیں جو مزدوروں اور اُن کی فیملیوں کے لیے شائستہ معیارِ زندگی مہیا کر سکیں
- زندگی گزارنے کے لیے مناسب معیارِ زندگی کا حق جس میں کافی غذا، لباس اور رہائش کے لیے گھر شامل ہوں
- سماجی تحفظ اور بیمے کا حق
- صحت برقرار رکھنے کا حق: بیماری کے دوران طبی دیکھ بھال، پیدائش کے دوران عورتوں کی جانب مخصوص توجہ اور وبائی امراض کی روک تھام
- تعلیم کا حق: مفت اور لازمی ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم مساویانہ رسائی۔

کیا یہ تمام حقوق صرف بالغوں کے لیے ہی ہیں ان میں سے کون سے حقوق بچوں کو حاصل ہیں؟

© NCERT not to be republished

چند بین الاقوامی اقرار ناموں نے حقوق کی توسیع میں تعاون دیا ہے۔

اس طرح حقوق کی توسیع جا رہی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ نئے حقوق وضع کئے جا رہے ہیں۔ یہ عوامی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ جوں جوں نئے نئے سماج اُبھرتے ہیں اور نئے آئینوں کی تشکیل ہوتی ہے، نئے حقوق بھی اُبھر کر آتے رہتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کا آئین اپنے شہریوں کو متعدد نئے قسم کے حقوق کی گارنٹی دیتا ہے:

- خلوت کا حق، تاکہ شہریوں اور اُن کے گھروں کی تلاشی نہ ہو، اُن کے فون ٹیپ نہ کئے جائیں اور اُن کی ترسیل کو کھولا نہ جائے۔
- ایک ایسے ماحول کا حق جو اُن کی صحت اور فلاح کے لیے نقصان دہ نہ ہو؛
- خاطر خواہ رہائش تک رسائی کا حق۔
- صحتی دیکھ بھال کی خدمات، کافی غذا اور پانی تک رسائی کا حق؛ کسی بھی شخص کو ہنگامی صورتِ حال میں طبی علاج سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ہندوستان میں بھی، کام کرنے کا حق، صحت برقرار رکھنے کا حق، کم سے کم ذریعہ معاش کا حق اور خلوت کا حق بنیادی حقوق کے زمرے میں لائے جائیں۔ اس سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ایمنسٹی انٹرنیشنل: رضاکاروں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو انسانی حقوق کی مہم چلاتی ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر آزادانہ رپورٹ تیار کرتی ہے۔

دعویٰ: کسی قانونی یا اخلاقی استحقاق کے لیے کسی شخص کا ساتھی شہریوں، سماج یا حکومت سے مطالبہ۔

اقرار نامہ: کسی ضابطے یا اُصول کو قائم رکھنے کے لیے افراد، گروپوں یا ممالک کا کیا ہوا وعدہ۔ اس سمجھوتے یا بیان پر دستخط کرنے والے ممالک پر یہ قانونی بندش قائم کرتا ہے۔

دلت: ایک ایسا شخص جو ایسی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہو جو کم تر سمجھی جاتی تھیں اور جن کو دوسرے چھونے کے بھی قابل نہیں سمجھتے تھے۔ دلت طبقہ درج فہرست ذاتوں اور کمزور طبقات جیسے دوسرے ناموں سے بھی مشہور ہے۔

سمّن (طلبی نامہ): عدالت کے سامنے کسی شخص کو حاضری کا حکم دیتے ہوئے کورٹ کی جانب سے جاری کیا گیا حکم۔

رِٹ (حکم نامۂ عدالت): صرف ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کی جانب سے حکومت کو عدلیہ کا حکم جس میں رسمی دستاویز شامل ہو۔

نسلی گروپ: نسلی گروپ ایک ایسی انسانی آبادی ہے جس کے ممبران عام طور سے ایک مشترکہ نسب نامے (شجرہ) یا آباؤاجداد کی بنیاد پر ایک دوسرے کی شناخت کرتے ہیں۔ نسلی گروپ کے لوگ ثقافتی رواجوں، مذہب عقائد اور تاریخی سرگزشتوں (یادوں) سے متحد رہتے ہیں۔

ٹریفک (تجارت): غیر اخلاقی مقاصد کے لیے مردوں، عورتوں اور بچوں کی خرید و فروخت۔

© NCERT not to be republished

1 درج ذیل میں کون سی بنیادی حق کی مثال نہیں ہے؟

a فارموں پر کام کرنے کے لیے بہار کے مزدور پنجاب جاتے ہیں۔

b عیسائی مبلغین مشنری اسکولوں کا ایک سلسلہ قائم کرتے ہیں۔

c عورت اور مرد سرکاری ملازمین یکساں تنخواہ پاتے ہیں۔

d بچے اپنے والدین کی جائیداد ورثے میں حاصل کرتے ہیں۔

2 ہندوستانی شہریوں کو کون سی آزادی حاصل نہیں ہے۔

a حکومت پر تنقید کرنے کی آزادی

c مسلح بغاوت میں شرکت کرنے کی آزادی

b حکومت بدلنے کے لیے تحریک چلانے کی آزادی

d آئین کی مرکزی اقدار کی مخالفت کی آزادی۔

3 ہندوستانی آئین کے تحت درج ذیل کون سے حقوق حاصل ہیں؟

a کام کرنے کا حق

b موزوں ذریعہ معاش حاصل کرنے کا حق

c اپنی ثقافت کے تحفظ کا حق

d خلوت یا نجی پن کا حق۔

4 اُس بنیادی حق کا نام بتایئے جو مندرجہ ذیل حقوق کے زمرے میں آتا ہے۔

a اپنے مذہب کی تبلیغ کی آزادی

b زندگی کا حق

c نالمسی یا چھوت چھات کا خاتمہ

d بندھوا مزدوری پر ممانعت۔

5 جمہوریت اور حقوق کے درمیان تعلق کے بارے میں ان میں سے کون سا بیان معتبر ہے؟ اپنی ترجیح کی وجوہات بھی بتایئے۔

a ہر وہ ملک جو جمہوری ہے، اپنے شہریوں کو حقوق دیتا ہے

b ہر وہ ملک جو اپنے شہریوں کو حقوق دیتا ہے، جمہوری ہوتا ہے

c حقوق دینا اچھی بات ہے لیکن یہ جمہوریت کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔

© NCERT not to be republished

6 کیا آزادی کے حق پر قائم یہ پابندیاں منصفانہ ہیں؟اپنے جواب کی وجوہات بتائیے۔

a تحفظ کے لیے سرحدی علاقوں کا معائنہ کرنے کے لیے ہندوستانی شہریوں کو اجازت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

b مقامی آبادی کے مفادات کے تحفظ کے لیے چند علاقوں میں باہر سے آنے والے لوگوں کو جائیداد خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔

c حکومت ایک ایسی کتاب کی اشاعت کو ممنوع قرار دیتی ہے جو اگلے انتخابات میں حکمراں پارٹی کے خلاف جاسکتی ہے۔

7 منوج نے ایم بی اے کے کورس میں داخلہ حاصل کرنے کے لیے کالج جا کر درخواست دی۔کلرک نے درخواست لینے سے انکار کر دیا اور کہا ''آپ ایک خاکروب (Sweeper) کے بیٹے ہیں، اور منیجر بننا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کے گھرانے میں کبھی کسی نے یہ کام کیا ہے؟ میونسپل آفس جائیے اور خاکروب کے کام کے لیے درخواست دیجیے۔'' اس مثال میں منوج کے کون سے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟ منوج کی طرف سے ضلع کلکٹر کو ان حالات کے بارے میں ایک خط لکھیے۔

8 جب مدھوریما جائیداد کے رجسٹریشن آفس گئی تو رجسٹرار نے کہا ''آپ اپنا نام مدھوریما بینرجی بنت اے۔کے بینرجی نہیں لکھ سکتیں۔آپ شادی شدہ ہیں۔اس لیے آپ کو اپنے نام کے ساتھ اپنے شوہر کا نام لگانا چاہئے۔آپ کے شوہر کا خاندانی نام راؤ ہے، اس لیے اس کے مطابق آپ کا نام مدھوریما راؤ ہونا چاہئے۔'' وہ اس دلیل سے متفق نہیں تھی۔اس نے کہا ''اگر شادی کے بعد میرے شوہر کا نام نہیں بدلا، تو پھر میرا کیوں بدلے؟'' آپ کے خیال میں اس اختلاف میں کون ٹھیک ہے؟ اور کیوں؟

9 ہزاروں قبائل اور دوسرے جنگل میں رہنے والے لوگ ست پورا نیشنل پارک، بروبی جنگلاتی زندگی پناہ گاہ اور پنچ مڑھی جنگلاتی زندگی پناہ گاہ سے اپنے مجوزہ اخراج کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے مدھیہ پردیش میں واقع ضلع ہوشنگ آباد، پیپریّا کے مقام پر جمع ہوئے۔اُنہوں نے دلیل یہ پیش کی کہ اُن کو اس طرح گھر سے بے گھر کرنا اُن کے ذریعہ معاش اور عقائد پر ایک حملہ ہے۔حکومت دعویٰ یہ کرتی ہے کہ علاقے کی ترقی اور جنگلاتی زندگی کے تحفظ کے لیے اُن کی بے دخلی ضروری ہے۔جنگلات کے باشندوں کی جانب سے این ایچ آر سی کو ایک عرض داشت لکھیے۔اس معاملے پر حکومت کی جانب سے دی گئی توجہ اور این ایچ آر سی کی رپورٹ بھی تیار کیجیے۔

10 اس باب میں بحث کئے گئے مختلف حقوق کو آپس میں جوڑتے ہوئے ایک جال کھینچئے مثال کے طور پر آزادی کا حق پیشے کی آزادی سے جڑا ہے۔اس کے لیے ایک وجہ یہ ہے کہ گھومنے پھرنے کی آزادی کسی شخص کو اپنے گاؤں یا شہر یا دوسرے گاؤں، شہر یا ریاست میں اپنے کام کی جگہ پر جانے کا اہل بناتی ہے۔اس طرح سے یہ حق زیارت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جو کسی شخص کی مذہب پر عمل کرنے کی آزادی سے جڑا ہے۔ ہر حق کے لیے ایک دائرہ

مشقیں

بنایئے اور تیروں سے اس طرح نشان دہی کیجئے جو مختلف حقوق کے درمیان تعلق کو دکھاتے ہوں۔ ہر تیر کے لیے ایک ایسی مثال دیجئے جو اس تعلق کو دکھاتی ہو۔

ہر باب میں ہم نے اخبار پڑھنے پر ایک مشق کی ہے۔ آیئے اب اخبار کے لیے ہم لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس باب میں بحث کی گئی رپورٹس سے کوئی مثال یا کوئی دوسری ایسی مقامی مثال لیجئے جس سے آپ آشنا ہوں اور مندرجہ ذیل پر لکھئے:

- انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو دکھاتے ہوئے ایڈیٹر کو ایک خط۔
- انسانی حقوق تنظیم کی جانب سے پریس رپورٹ۔
- بنیادی حقوق سے وابستہ سپریم کورٹ کے حکم سے متعلق ایک شاہ سرخی اور مختصر خبر۔
- پولیس تحویل میں تشدد کے بڑھتے واقعات پر ایک اداریہ۔

ان سب کو یکجا کیجئے اور اپنے اسکول نوٹس بورڈ کے لیے ایک اخبار بنایئے۔

© NCERT not to be republished